مکاشفہ

علامہ اصغر علی روحی

اے کہ آگاہ نۂ .... درویشاں را ۔ تو چہ دانی کہ چہ سوداو سراست ایشاں را

لفظ مکاشفہ کے عنوان پر سید صاحب نے ایک مختصر سا مضمون لکھا ہے جس کو وہ حسب ذیل طور پر شروع کرتے ہیں:۔

"......... گو ہم کو کشف ومکاشفہ نہ ہومگر ہم کو سمجھنا تو چاہئے کہ یہ کیا چیز ہے۔ جاہل طب کو نہیں جانتا مگر یہ جانتا ہے کہ طب سے کیا ہوتا ہے اور کیونکر ہوتا ہے۔ پس اگر ہم بھی کشف ومکاشفہ سے جاہل ہیں تو بھی ہم کہ یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ہے کیا چیز۔ حضرات صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ روح اور جسم میں جو حجاب ہے اس کے اٹھ جانے کو مکاشفہ کہتے ہیں۔ مگر حجاب کے لفظ نے ہم کو گھبرا دیا۔ کہ وہ پردہ کیسا ہے جو روح اور جسم کے بیچ میں ہے۔ نہ وہ پردہ ٹاٹ کا ہوسکتا ہے نہ کپڑے کا نہ -------۔ پھر وہ پردہ ہے تو کا ہے کا۔ قرآن مجید میں ایک جگہ غطاء کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی بھی حجاب کے ہیں۔ جہاں خدا نے فرمایا ہے:۔ **فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید** ۔ہم نے جب تفسیروں کو دیکھا۔ تو ان میں غطاء کے معنی غفلت کے لکھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو پردہ انسان کے جسم اور روح کے درمیان میں ہے۔ وہ غفلت کا پردہ ہے اور اس غفلت کا دور ہونا پردہ کا اٹھ جانا ہے۔ پس انسان مشاغل دنیوی سے جو اس پر پردہ غفلت ڈال دیتے ہیں علیحدہ ہوکر مبداء حقیقی یا ذات باری کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے خیال کو اسی طرف لگاتا ہے تو غفلت کا پردا اٹھ جاتا ہے۔

پس مکاشفہ ایک حالت ہوئی جو خود انسان کے خیال میں پیدا ہوتی ہے۔ پس جو کچھ کہ وہ اپنے نفس میں پاتا ہے اور فرض کرو کہ وہ اس حالت میں کچھ دیکھتا بھی ہے تو بجز اس کے خیال کے اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے اور اس لئے مکاشفہ کی حقیقت بجز اس کے کہ جس کو خود انسان نے اپنے خیال میں پکاما ہے اور کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی .... الخ،،۔

ناظرین خط کشیدہ الفاظ سے بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ سید صاحب کے نزدیک مکاشفہ کی کیا حقیقت ہے

☆ بالملح یصلح مایخشی تغیرہ فکیف بالملح ان حلت بہ الغیر

مگر گفتگو صرف یہ ہے کہ یہ خیال سید صاحب کا کہاں تک صحیح ہے۔ سید صاحب کا خاصہ تھا۔ کہ وہ ہر ایک علم میں بحث وتحقیق پر آمادہ ہوجایا کرتے تھے اور پھر جو تحقیق وہ کر چکتے تھے اس کی نسبت انہیں یہ بھی یقین ہوجاتا تھا کہ وہ عین وحی منزل ہے۔ کچھ ہو یہ بات ہر حالت میں یقینی ہے کہ ہر ایک شخص اسی قدر چل سکتا ہے جس قدر کہ اس میں چلنے کی طاقت ہو۔ اور نیز اسی راستے میں چل سکتا ہے جس کا اسے علم ہو۔ سید صاحب نے مندرجہ سطور میں جو لکھا ہے ممکن ہے کہ ان کے مسلمہ اصول فطرت کے مطابق درست ہو۔ اور ان کے مقلدین کے لئے حجت بھی ہو۔ مگر ہم تو از روئے انصاف وایمان کہتے ہیں کہ اگر سید صاحب اس مضمون پر کچھ نہ لکھتے تو یہ بات ان کی متانت وسنجیدگی سے زیادہ بعید نہ تھی۔ ایک مشہور مثل ہے۔

.... ہر کسے را بہر کارے ساختند

دنیا میں کبھی کوئی شخص تمام علوم وفنون کا جامع نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ جمیع کمالات کا جامع ہونا صرف ذات باری کا خاصہ ہے۔ انسان بمقتضائے...... **وما اوتیتم من العلم الا قلیلا** ...... کبھی کامل العلم نہیں ہوسکتا۔ سید صاحب کو جو کمال خدا نے باشندگان ہندوستان میں دیا تھا۔ وہ صرف یہی تھا کہ انہیں اپنی عمر کے پچھلے حصہ میں مسلمانوں کی دنیوی اصلاح وفلاح کی دھن سی لگ گئی۔ چنانچہ اس میں انہوں نے وہ کمال پیدا کیا۔ کہ جس کی نظیر کم از کم ہندوستان کے اس صدی کے مسلمانوں میں شاید ہی مل سکے۔ مگر ساتھ ہی اس کے ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ سید صاحب سے تحقیق مذہب کے بارہ میں ایسی فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ جن کی بظاہر کوئی ایسی تاویل نہیں ہوسکتی۔ جس سے کم از کم گروہ علماء میں انہیں مقبولیت کی نظر سے دیکھا جائے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے انہیں یہ ضرورت بھی نہ تھی۔ کہ علمائے اسلام کے گروہ میں عزت حاصل ہو اور ان کی تحقیقات مذہبی مسلم سمجھی جائیں۔ علماء ہمیشہ انہیں کوستے رہے اور وہ علماء کو۔

مذکورہ بالا عنوان ایک ایسا عنوان ہے جس پر حضرات شبلی۔ جنید۔ ابو یزید علیہم الرحمہ جیسے واصلان بارگاہ یزدانی اور مقبولان حضرت سبحانی اگر کچھ ارشاد فرماتے۔ تو حجت قرار پاتا۔

صاحب البیت اعرف بمافی البیت (گھر والا گھر کی چیزوں سے خوب واقف ہوتا ہے) صرف یہ

ھر چہ بکند دمکش می زنند ......☆...... وای بہ روزی کہ بکند دمک

کہ دینے سے کہ ''مکاشفہ کی حقیقت بجز اس کے جس کو کہ خود انسان نے اپنے خیال میں پکایا ہے اور کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی،، بات کا فیصلہ نہیں ہوجاتا۔ کیونکہ ہر ایک مسئلہ کی تحقیق اسی فن کا آدمی کرسکتا ہے جس فن سے وہ مسئلہ تعلق رکھتا ہو۔ طبیب سے کسی مسئلہ فقہ کا جواب لینا یا فقیہہ سے کسی مرض کی تشخیص کرانا ایک ایسا امر ہے جس کی لغویت کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ سید صاحب اس امر کے شایاں تھے کہ وہ کسی سیاسی مسئلہ میں گورنمنٹ کو مشورہ دیکر علی گڑھ کالج کے متعلق تجاویز ترقی سوچتے خواہ مخواہ حقیقت مکاشفہ پر بحث کرنے بیٹھ گئے اور ان صوفیائے کرام کی تکذیب شروع کردی جن کی وساطت سے زمین وآسمان کا سلسلہ قائم ہے جن کی خیر وبرکت سے بمضمون حدیث آسمان پر سے پانی برستا ہے جن کے طفیل مخلوق خدا کو روزی ملتی ہے۔ جن کی پاک انفاس کے اثر سے دلوں سے مادہ کفر وشرک کا قلع وقمع ہوتا ہے۔ جن کی تعریف حضور سرور کائنات ﷺ نے بالفاظ لایشقی بھم جلیسھم (۲) فرمائی ہے اور جن کی توجہ باطنی سے گم گشتگان بادیہ ضلالت کو بارگاہ رب العزت میں نہایت اعزاز کے ساتھ جگہ ملتی ہے۔

بحقارت منگر سوئے فقیراں زنہار ۔ کہ رسولِ عربی سرورِ درویشان است

سید صاحب یا کسی دوسرے منکر کے انکار سے طریق صوفیائے کرام کی نہ تو تکذیب ہوسکتی ہے اور نہ ہونی ممکن ہے کیونکہ یہی لوگ ہین جو روئے زمین پر حجت اللہ ہوکر خدائے خالق السموات والارض کے منصب خلافت کے تمام فرائض کو مکمل طور پر ادا کرتے ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو تاریخی سلسلہ میں اسی بات کو دیکھ لو کہ ہندوستان جیسے کفرستان میں اسلام پاک کی تعلیم کن لوگوں کی معرفت پھیلی اور مقدس اسلام کے انوار کن بزرگوں کی وساطت سے ہم مسلمانوں تک پہنچے۔ صرف ہندوستان ہی کی خصوصیت کیا ہے جہاں جہاں اسلام پہنچا ان ہی مردان خدا کے دم قدم کی برکت تھی۔ ورنہ دنیوی علوم وفنون کے جاننے والے صدیوں بعد اصول ترقی پر بحث کیا کرتے ہیں۔

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند ۔ روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

یہ لوگ حقیقی طور پر قرآن وسنت کے مالک ہوتے ہیں اور اخلاص وتوحید جو دنیوی علوم وفنون کے جاننے والوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں ہوتے۔ ان کا شعار ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے ہوتے ہیں۔ اور اللہ ان کا ہوتا

ہے۔وہ حکم خدا سے الگ ہوکر ایک سانس بھی نہیں لیتے اور خدا سے بچھڑے ہوؤں کو خدا سے ملا دینا انہیں کا کام ہوتا ہے۔

آ نکہ زر میشود از پر تو آن قلب سیاہ ۔ کیمیائے است کہ در صحبت درویشان است

مکاشفہ علم تصوف کی ایک اصطلاح ہے۔اس لئے انہیں لوگوں کی رائے اس باب میں حجت ہوسکتی ہے۔ جو اس علم کے وارث ہیں۔جس طرح کتب فقہ میں جابجا ائمہ اربعہ ابوحنیفہ۔شافعی۔مالک۔احمد بن حنبل رحمہم اللہ علیہ اجمعین کے اجتہادات کا ذکر آتا ہے۔یا کتب فلسفہ میں فارابی۔بوعلی سینا وغیرہ حکماء کا اسی طرف کتاب تصوف میں ائمہ تصوف کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں اور انہیں کی تعلیمات حقہ سے حقائق ومعارف قرآنیہ کا علم ہوسکتا ہے وہی نفس کی اندرونی رہزنیوں کو بیان کرکے ان کا طریق انسداد بتلاتے ہیں۔وہی اسماء صفات الٰہیہ کی تجلیات کو سمجھتے ہیں۔اور دوسروں کو بذریعہ ریاضت ومجاہدت اس درجہ تک کھینچتے ہیں سید صاحب عبث اس مسئلہ میں دخل دینے بیٹھ گئے چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ حقیقت امر سے نا آشنا رہ کر منکر ہو گئے اور اسی تحقیق تک پہنچ سکے۔کہ فقط ایک خیال کو پکا لینے کا نام مکاشفہ ہے۔مجھے تعجب ہے کہ کیونکر سید صاحب یہ لکھتے ہیں کہ گو ہم کو کشف ومکاشفہ نہیں ہوتا۔لیکن ہمیں سمجھنا تو چاہئے کہ وہ ہے کیا چیز اگر حقیقت مکاشفہ یونہی باتوں ہی باتوں میں طے ہوجاتی تو پھر مشکل ہی کیا تھی۔ہر ایک شخص صاحب مکاشفہ ہوسکتا ہے بلکہ سید صاحب نے جو حقیقت پائی ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ محض ایک وہم کے غالب آجانیکا نام مکاشفہ ہے خواہ غلط ہو یا صحیح ورنہ دراصل کوئی بات نہیں جو قابل اعتماد ہو۔

بے شک ہم مانتے ہیں کہ ایک جاہل طب نہیں جانتا۔مگر یہ جانتا ہے کہ طب سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جاہل اس قدر جاننے سے اصول طب اور تشخیص مرض اور طریق معالجہ کا بھی واقف ہوجائیگا۔اس کا صحیح جواب یہی ہے کہ ہرگز نہیں۔پھر کیسے سید صاحب کہتے ہیں۔کہ گو ہمیں کشف ومکاشفہ نہیں ہوتا۔مگر ہمیں یہ تو سمجھنا چاہئے کہ وہ ہے کیا چیز۔پس اس سمجھنے کا نتیجہ تو اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ آپ سمجھ لیں کہ مکاشفہ مردانِ خدا کی ایک روحانی حالت کا نام ہے اور بس اگر کوئی پوچھے کہ اس سے آپ کو کسی کیفیت روحانی کا بھی ادارک ہوا۔یقیناً اس کا جواب نفی میں ہونا چاہئے یہ تو ایک موٹی سی بات ہے

کہ ایک شخص کو درد ہو رہا ہے۔ دیکھنے والے کو سوا اس کے کہ فلاں شخص کو درد ہو رہا ہے اور وہ اس سے تکلیف پا رہا ہے اور کچھ بھی حاصل نہیں مگر جس شخص کو درد ہوتا ہے۔ اسے کیفیت درد کا احساس ہوتا ہے جس سے وہ متاثر ہو رہا ہے۔ ہاں کسی منکر کو حق ہے کہ کہدے کہ اس شخص کو کوئی درد نہیں۔ جب جسمانی کیفیات کی یہ حالت ہے کہ ایک شخص کی کیفیت ادراک کو دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ تو روحانی کیفیات مثلا مکاشفہ کو ایک عام تعلیم کا آدمی کیا خاک سمجھے گا۔

پُرسید کسے کہ عاشقی چیست ۔ گفتہ کہ چو ما شوی بہ دانی

مکاشفہ کی حقیقت کو امام حجت الاسلام ابو حامد محمد غزالی قدس اللہ سرہ العزیز نے احیاء العلوم کی جلد اول میں حسب ذیل ظاہر کیا ہے (کاش سید صاحب نے اسی کو دیکھ لیا ہوتا) کہ:......

''علم آخرت کی دو قسمیں ہیں علم مکاشفہ۔ علم معاملہ۔

علم مکاشفہ علم باطن کا نام ہے اور یہ تمام علوم کا نتیجہ اور غایت ہے۔ چنانچہ بعض اہل اللہ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو اس علم سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ ہمیں اس کے خاتمہ بالایمان کا ڈر ہے اور اس علم سے کم از کم بہرہ یاب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے اور جن بزرگواران خدا کو حاصل ہے ان پر طعن وتشنیع نہ کی جائے اور بعض دیگر نے فرمایا ہے۔ کہ جس شخص میں بدعت اور تکبر ہو وہ اس علم سے قطعا دور رکھا جاتا ہے۔ اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص دنیا میں اس قدر مستغرق ہو کہ محبت الہی سے بالکل غافل رہ کر ہوائے نفس میں گرفتار ہو جائے اس علم سے بے بہرہ رہتا ہے اور سب سے پہلی سزا جو منکر مکاشفہ کو خدا کی طرف سے ملتی ہے یہ ہے کہ وہ اس خزانہ حقائق ومعارف سے بے نصیب رکھا جاتا ہے۔

علم مکاشفہ صدیقین اور مقربین بارگاہ لم یزلی کا حصہ ہے۔ اور وہ ایک نور ہے جو نفس کے تمام صفات ذمیمہ سے پاک وصاف ہو جانے پر قلب مومن میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے ان حقائق ومعارف کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے جن کا پہلے اسے صرف سماعی علم تھا۔ اور غیر واضح طور پر ان کو سمجھتا تھا اس مقام میں ان تمام مشکلات کے عقدے حل ہو جاتے ہیں جن کو وہ اپنے علوم کسبیہ کی وساطت سے نہیں سمجھ سکتا۔ اسی مقام کا نام معرفت حقیقی ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کی ذات اور اس کے صفات وافعال

اور باقیات یعنی حقیقت اعمال اور دنیا اور آخرت کے پیدا کرنے کی حکمت اور ان کے ذات باری سے صادر ہونے کی کیفیت اور عالم موجودات کے صادر ہونے کی وجہ ترتیب اور حقیقت نبوت نبی وحی اور حقیقت ملائکہ اور شیاطین اور کیفیت عداوت شیطان بہ آدم اور انبیاء علیہم السلام پر ظہور فرشتہ اور نزول وحی کی کیفیت اور موجودات عالم پر خدا کی بادشاہت اور حقیقت قلب اور تعلق ملائکہ اور شیاطین بقلب اور الہام ربانی اور خطرات شیطانی اور عذاب قبر اور جنت ونار وعذاب وصراط ومیزان وحساب وغیرہ وغیرہ امور اسی مقام میں واضح ہوتے ہیں اور آیہ **اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا** (۳) اور آیت...... **ان الدار الاخرۃ لھی الحیوان** (۴) کی حقیقت کھلتی ہے اور رویئت ذات باری اور نزول وقرب حق اور عالم آخرت میں حصول سعادت بمصاحبت ملائکہ وانبیاء اور تفاوت درجات کا پتہ لگتا ہے۔ الغرض عارف کامل اسی مقام پر امور عجیبہ واسرار غریبہ کا مالک ہوتا ہے اور جو اسے حاصل ہوتا ہے ظاہر پرستوں کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اس علم کی تصدیق اصول کے بعد عارفین کے مختلف مقامات ہیں۔ بعض تو حقائق مذکورہ بالا کو ان کی مثالی صورتوں میں حاصل کرتے ہیں اور جو حد عنایت کو پہنچ جاتے ہیں وہ ان حقائق کو ان کی اصلی اور حقیقی صورت میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

الحاصل علم مکاشفہ سے مراد یہ ہے کہ لوازم بشریت کا حجاب دور ہو کر مذکورہ بالا امور کی حقیقت اصلیہ ایسے واضح طور پر عارف کامل کے لئے کھول دی جاتی ہے۔ کہ وہ انہیں بالکل کھلم کھلا دیکھ لیتا ہے جس میں شک وشبہ کو کسی قسم کا مطلقا دخل نہیں ہوتا۔ اور اس حالت کا پیدا ہونا۔ بالکل قانون طبعی کے مطابق ہے کیونکہ آئینہ قلب سے جب مختلف قسم کی بد اعتقادیوں اور نفسانی خباثتوں کا زنگار بذریعہ مجاہدت وریاضت اٹھ جاتا ہے۔ تو حقائق ومعارف منجلی ہوتی ہیں۔ اور یہ بات بالکل انبیاء علیہم السلام کے رنگ میں رنگے جانے سے حاصل ہوسکتی ہے۔ یہی وہ علم ہے جس کو بذریعہ تحریر وتقریر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ وہ کیفیات ہیں جو ماوراء گفت وشنید ہیں اور یہی وہ علم خفی ہے جس کا اشارہ حضور علیہ السلام نے الفاظ ذیل میں کیا ہے:۔

......**ان من العلم کھیئات المکنون لا یعلمہ الااھل المعرفۃ باللہ تعالی فاذانطلقوا بہ لم**

یجهله الا اهل الا عتزاز بالله تعالى فلا تحقروا عالما آتاه الله تعالى علما منه فان الله تعالى لم يحقره اذا آته العلم۔(٦)

مجھے یقین ہے کہ ناظرین حقیقت مکاشفہ کے معنی بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔اس لئے امام ہمام کی تشریح کے بعد مجھے ضرورت نہیں کہ اس پر کچھ زیادتی کروں۔ **فان القول ما قالت حذام۔**

ہاں یہ بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں جا بجا لفظ علم کا استعمال انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں آیا ہے۔سوایسے مواقع پر علم سے یہی علم معرفت الٰہی مراد ہے۔حساب وجغرافیہ نہیں جو روزمرہ معاملات زندگی میں کارآمد ہوتے ہیں۔اور آیہ **ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملئكة ......الخ......** میں اسی علم کی طرف اشارہ ہے **.فهم من فهم۔**

میرے پاس اور بھی بعض کتب ایسی موجود ہیں جن میں حقیقت مکاشفہ پر بحث کی گئی ہے مگر ان میں اکثر ایسی دقیق باتیں ہیں جنہیں غالباً سب ناظرین نہ سمجھ سکیں۔اس لئے صرف احیاء العلوم کی عبارت پر جس کا ترجمہ اوپر دیا گیا ہے کفایت کی جاتی ہے۔مجھے صرف یہ کہنا مقصود تھا کہ جب سید صاحب اس کوچہ کے آدمی نہ تھے تو کیوں خواہ مخواہ اس میں دخل در معقولات کا مصداق بنے۔کیا اس سے آپ کا یہ منشا ہے کہ اس سلسلہ اہل معرفت کی تکذیب کریں۔اگر یہی منشا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھانی ہے۔**معاذالله منها**۔اور اگر مسئلہ کی تحقیق کرنا مقصود تھی تو جس علم کا مسئلہ تھا اس کے اصول پر گفتگو کی ہوتی۔ملحدان یورپ کے اصول پر آپ مذہب کی کس کس بات کا انکار کرتے جائینگے۔

زملک نور زاں روتاختی در کشور ظلمت ۔ کہ حسن چینیاں را در لباس زنگیاں بینی

کسی قومی مجلس میں کھڑے ہو کر کسی امر کی تحریک یا تائید ومخالفت پر دھواں دھار لکچر دینا اور چیز ہے اور معارف وحقائق عارفانہ جن کو انوار شمع نبوت سے بذریعہ مجاہدت وریاضت اور تصفیہ وتزکیہ نفس حاصل کیا جاتا ہے اور چیز وللحروب رجال۔

مقامات مکاشفہ کا بیان کرنا صرف انہیں حضرات کا کام ہے جو صاحب مکاشفہ ہیں اس لئے ہم اپنے علوم رسمیہ کی بنا پر کوئی بحث نہیں کرتے البتہ تعلیم قرآن مجید سے ہم اس قدر سمجھ سکتے ہیں کہ یہ مقامات اہل

معرفت کو حسب قابلیت علی اختلاف مراتب حاصل ہوتے ہیں اور ان کا حصول بالکل اصول فطرت پر مبنی ہے بھلا اس قدر تو عام اہل ایمان بھی اپنے ذاتی تجربہ سے جانتے ہیں کہ کثرت ذکر سے قلب حسب فھوا ...... **الا یذکر الله تطمئن القلوب** ۸ نکتہ اعتدال پر جم جاتا ہے تو دل کو ایک گونہ ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اور ایک ایسا سرور وانبساط حاصل ہوتا ہے کہ اس کے مقابل کوئی چیز بھی قابل قدر معلوم نہیں ہوتی۔یہیں سے خیال کر لینا چاہیئے کہ جب شیخ کامل کے اتباع میں جس سے درحقیقت حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی نسبت قائم کی جاتی ہے بمضمون...... **وجاھدوافی الله حق جهاده**۔پوری ریاضت ومجاہدت کی جائے تو کیا نتیجہ پیدا ہوگا۔مگر ایک مخالف منکر اس راز کو کیا سمجھے گا۔اینجا تا ارادتے نیاوری سعادت نبری۔

شرف خواہی گرد مقبلاں بگرد ۔ کہ زود از مقبلاں مقبل شود مرد

میں منکرین سے صرف یہی پوچھتا ہوں۔کہ بتلاؤ کہ نماز کس طریق پر ادا کرتے ہو تمہیں تو تکبیر تحریمہ کے وقت بھی حضور قلب نہیں ہوتا۔جو قبول نماز کا نچلا درجہ ہے بھلا خضوع وخشوع جو **والذین ھم فی صلوتھم خاشعون** کا حکم ہے کہاں نصیب ہوگا۔تم صدقہ دیتے ہو جس میں ریاؤ نمود کی آمیزش برابر لگی ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات صرف بغرض ریاء ونمود ہی دیتے ہو۔تم ہر وقت محبت زروسیم میں بنی نوع کے برخلاف منصوبہ بازی کرتے ہو۔اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تمہیں یہی دھن لگی رہتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ منصوبہ یا فریب چل نکلے۔اور کامیابی ہو۔اور اس پیش رفت میں تمہیں کبھی بھولے سے بھی رضائے مولی اور اتباع سرور کائنات صلعم کا خیال نہیں آتا۔تمہارے معتقدات ایک مجموعہ ہے شکوک واوہام کا جس میں کوئی امر بھی اذعان اور تصدیق حقہ کے درجہ پر ثابت نہیں ہوا۔تمہیں شیطانی خطرات اور نفسانی خواہشات ہمیشہ بیقرار ومضطرب رکھتے ہیں جن سے محبت الٰہی اور محبت رسول پاس تک نہیں پھٹکتی۔تمہیں استغفار اور سچی توبہ نصیب نہیں ہوتی جو نفس کے لئے کیمیا کا کام دیتی ہے۔تمہیں پچھلی رات گریہ کی توفیق نہیں ملی جو صفائے قلب کا بھاری ذریعہ ہے۔تم حلقۂ دوستان میں بیٹھے تمام خلاف مشروع افعال کے مرتکب ہوتے ہو اور مسجد تک جانے میں تامل ہوتا ہے یا بسا اوقات نہیں جاتے تمہارے پڑوس

میں ایک بیوہ کنگال یا ایک یتیم بیکس بھوکا مرتا اور تم قورما اور پلاؤ کھا کر میٹھی نیند سو جاتے ہو اور صبح کے آٹھ بجا دیتے ہو۔ تمہیں چوبیس گھنٹہ میں تفکر و تدبر کے لئے جو حقائق ومعارف کا دروازہ ہے ایک منٹ بھی نہیں ملتا۔ تم اپنے برے کاموں کے چھپانے اور اچھے کاموں کے شہرت دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھار کھتے تم اپنی مدح وتعریف سے خوش ہوتے ہو گو جھوٹ ہی ہو اور ہجو ومذمت سے ناراض ہوتے ہو۔ گو سچ ہی ہو۔ وغیرہ وغیرہ پس ایسے حالات میں تم خود ہی انصاف کرو اور اپنے ایمان سے فیصلہ لو کہ تم کس طرح صحیح الایمان کہلانے کا استحقاق رکھتے ہو۔ اور کس طرح انہی عبادات ومعاملات پر خدا کے حضور میں سرخرو ہونے کی امید رکھے بیٹھے ہو۔ جس کو اگر کسی کھانے کی صورت میں مجسم کیا جائے تو کتا بھی سونگھ کر چھوڑ دے۔ اور اگر بودار چیز کی صورت میں لایا جائے تو کوئی دو آدمی مل کر نہ بیٹھ سکیں۔ اور باایں خست ودنائت ان لوگوں پر زبان طعن دراز کرتے ہو۔ جن کا ظاہر وباطن بمضمون وذروظاھر الاثم وباطنہ ۔آلائش گناہ سے بالکل پاک وصاف ہوتا ہے جو خشیت الہی سے ہر وقت سرِ نیاز آستانِ تسلیم پر رکھے رہتے ہیں جن کا معاملہ خدا اور خلق خدا کیساتھ محض للّٰہیت پر مبنی ہوتا ہے جن کے پرانوار چہروں کے دیکھتے ہی دلوں میں محبت الہی کی ٹوہ سی لگ جاتی ہے۔ جن کے دم قدم کی برکت سے باوجود اہل عالم کے کثرت فسق وفجور کے آسمانی عذاب ٹلا رہتا ہے جن کے زیر سایہ آنے سے خدا کے غضب کی آگ سرد پڑ جاتی ہے۔ جن کے کلمات قدسیہ سے دلوں میں نور ایمان پیدا ہوتا ہے اور جن کی نظر میں وہ برقی طاقتیں بھری ہوئی ہوتی ہیں کہ عمر بھر کے خستہ عصیان کو سجادہ عبادت پر جا بٹھاتے ہیں۔

آں دل کہ زدست دیگراں بربودم۔ ہرگز بہ کسے نہ دادم ونمودم
جاناں تو بیک نظر چناں بربودی ۔ گوئی کہ ہزار سال بے دل بودم

مکاشفہ جس کا انکار کیا جاتا ہے وہ علم خفی ہے جو دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی معرفت ان کے سچے متبعین کے سوا کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا۔ یہی وراثت ہے جس کا اشارہ حدیث ......العلماء ورثۃ الانبیاء...... میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ علم سے مراد علم شریعت وطریقت ہے نہ علوم مروجہ اہل دنیا۔ مکاشفہ ہی تھا کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے خبیبؓ کے واقعہ قتل کو جو کفار کے ہاتھ سے مکہ میں واقع ہوا تھا بوقت قتل

مدینہ منورہ میں ہو بہو صحابہ کے سامنے بیان کر دیا ادھر حضرت خبیب نے آپ کو السلام علیکم کہا۔ ادھر آپ نے وعلیکم السلام ارشاد فرمایا۔ اور کعبہ کی طرف چہرہ پھیر لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ سب واقعات عین ایک ہی وقت میں واقعہ ہوئے جن کی لوگوں نے بعد میں تصدیق کی۔ اور بہتوں کے لیے موجب ایمان ثابت ہوئے۔

مکاشفہ ہی تھا کہ کیفیت معراج پر جب منکرین نے اعتراض کیا کہ بھلا ہمارے فلاں قافلہ کے حالات جو شام سے آنیوالا ہے بیان کر دو تو حضور نے عین وہ باتیں جو ان کے مکہ معظمہ میں داخل ہوتے تک پیش آنیوالی تھیں کہ سنائیں اور شہر میں داخل ہونے کی کیفیت بھی بتا دی چنانچہ مخالفین نے تصدیق کی اور آپ کو ایک بھاری جادوگر کہنا شروع کر دیا۔ مکاشفہ ہی تھا کہ حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ میں منبر پر عین خطبہ پڑھنے کی حالت میں اپنے سپہ سالار ساریہ کو جو شام میں مقابلہ کر رہا تھا۔ زور سے کہا کہ یا ساریۃ الجبل (ساریہ پہاڑ کی جانب اختیار کرو) چنانچہ ادھر ساریہ نے بھی آپ کی وہی آواز سنی اور اس پر عمل کیا اور دشمنوں پر فتح پائی اور بعد میں اس کی تصدیق کی گئی۔ اور مکاشفہ ہی تھا کہ حضرت عثمانؓ تلاوت قرآن فرما رہے تھے کہ ایک صاحب داخل ہوئے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ تم زنا کر کے آئے ہو۔ کہا۔ کہ ہرگز نہیں آپ نے فرمایا کیا تو نے راستہ میں کسی اجنبی عورت پر نظر کی ہے اور تیرے نفس میں اس کے متعلق کچھ وساوس پیدا ہوئے ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں ایسا تو ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہی زنا ہے۔ کیونکہ حضور نے فرمایا العینان تزنیان یعنی آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ اس نے کہا کہ کیا حضور کے بعد پھر وحی نازل ہونے لگی جس سے آپ کو یہ اطلاع حاصل ہوئی۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ نہیں وحی تو حضور کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ مگر آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ یعنی مومن کے نور فراست سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور سے اشیاء کا معائنہ کرتا ہے۔ علی ھذا لقیاس...... اس قسم کے ہزاروں واقعات خاصان بارگاہ ربانی سے منقول ہیں۔ اور یہ سب کے سب خزانہ نبوت سے وراثتاً حاصل کئے جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی جاہل منہ بنا کر ان واقعات کا انکار کر دے تو اس کا انکار کیا حجت ہو سکتا ہے اور ماننے والوں کو جو دلائل عقل و نقل سے انہیں ثابت کرتے ہیں اگر عجائب

پرستی کا الزام دیدے تو اس کا الزام دینا ان واقعات کی حقانیت میں کیا نقص عائد کرسکتا ہے۔انکار کردینا آسان بات ہے مگر خصم کے سامنے حجت میں عہدہ برآ ہونا مشکل۔ہم تو ایسے انکار کو ایسا ہی انکار سمجھیں گے جیسے کوئی نادان کہہ دے کہ قسطنطنیہ محض ایک فرضی شہر کا نام ہے۔درحقیقت اس نام کا کوئی شہر روئے زمین پر موجود نہیں یونہی اخباری دنیا نے جھوٹ موٹ ایک نام تجویز کرلیا ہے۔مگر جو شخص قسطنطنیہ کو دیکھ چکا ہے اور وہاں بسلامت ہوش وحواس رہ کر کچھ عرصہ بسر کرآیا ہے وہ اسے کہے گا کہ اے بیوقوف تو کیا ہذیان بک رہا ہے کہ قسطنطنیہ کوئی شہر روئے زمین پر موجود نہیں۔اب اگر دونوں اپنے اپنے دلائل بیان کرنا شروع کردیں تو گو بظاہر چند ایک ناواقف اس منکر کے ساتھ ہو جائیں اور اس کی رائے کی تائید کرنے لگیں تو کیا سچ مچ قسطنطنیہ دنیا میں موجود نہیں ہوگا نہیں بلکہ جو شخص اصلیت کو معلوم کرنا چاہتا ہے اسے ضروری ہوگا کہ وہ ممکنہ وسائل کو استعمال میں لاکر اپنا اطمینان کرے جن میں سب سے عمدہ وسیلہ یہ ہے کہ وہ خود سفر کرے اور اگر استطاعت سفر نہ ہو تو ثقہ لوگوں کے بیان پر اعتماد کرے۔اور اگر خود جانے کی توفیق نہیں رکھتا اور اسے ثقہ آدمیوں کے بیان پر بھی وثوق نہیں تو اسے کہنا چاہئے کہ تم اللہ کی طرف سے فضل ورحمت کے منتظر رہو ممکن ہے کہ تمہیں کوئی یقین کی سبیل مل جائے کیونکہ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک شخص عمر بھر ایک غلطی میں مبتلا رہا ہے اور عالم اسباب سے خداوند کریم نے ایک دفعہ کوئی ایسا سبب پیدا کیا ہے۔جس سے اس کی غلطی کا ازالہ ہوگیا ہے۔لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ شخص قسطنطنیہ پہنچ کر بھی یہی کہتا رہے کہ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں محض دھوکہ ہی دھوکہ ہے حقیقت میں کوئی شے نہیں سو ایسے شخص کو کیا کہنا چاہئے کہ کم بخت بحیرہ روم پاس ہی ہے۔جا ڈوب مر۔

تو نہ مرد عشق بازی ما ۔ برو اے خواجہ کار دیگر کن

بہر صورت کسی چیز کے یقین کے مراتب ہوا کرتے ہیں۔اور ہر ایک مرتبہ میں یقین کرنے کے وجوہ ضرور موجود ہوتے ہیں۔یہ کون کہہ سکتا ہے۔کہ صرف تجربہ اور مشاہدہ ہی وجوہ یقین ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو تمام علم تاریخ ایک افسانہ باطل قرار پاتا۔حالانکہ کوئی عاقل یہ تجویز نہیں کرسکتا کہ علم تاریخ کے ذریعہ سے ہمیں صحیح واقعات کی خبر نہیں پہنچتی۔کتب آسمانی ہمیں صرف بذریعہ سلسلہ روایت پہنچی ہیں نہ بذریعہ ذاتی

تجربہ ومشاہدہ اور اگر غور کرو تو بوقت نزول وحی بھی وحی پر یقین کرنا نبی کی تصدیق بیان پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے دلیل سمعی کو دلیل عقلی پر مقدم رکھا ہے۔ چنانچہ کفار کی زبانی فرمایا ہے۔ **وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر**۹ پس بعض اصحاب کا ان روایات صحیحہ کو جن کی چھان بین میں علماء اسلام نے مافوق العادت تحقیق وتدقیق کی ہے صرف اپنی ہوائے نفس کے تابع ہو کر غلط کہہ دینا ایسا صریح ظلم وعدوان ہے جس کی نظیر نہیں ہو سکتی۔

ناظرین پر اس امر کا واضح کر دینا ضروری ہے کہ مجھے سید صاحب کی مخالفت یا موافقت میں کچھ لکھنا ہرگز مد نظر نہیں۔ غرض صرف بعض اصحاب کی غلط فہمی کا رفع کرنا ہے جو سید صاحب کی ہر ایک تحریر کو **کالوحی من السماء** سمجھ کر بہت سے مسائل مذہبی کا انکار کر دیا کرتے ہیں اور انہیں خود کچھ بھی تحقیق نہیں ہوتی۔ یہی اندھی تقلید ہے جس نے ہزاروں اور لاکھوں کو ترقی اور تحقیق سے روک دیا۔ سید صاحب اپنے مشرب کے آدمی تھے اور سیاسی اور اخلاقی مضامین میں فاضلانہ تحریر کے مالک مذہبی مسائل میں وہ ہمیشہ کچھ تو فلاسفہ یونان کی تقلید کرتے اور کچھ منکران یورپ کی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ان کی تحقیق سلف وخلف کے برخلاف نظر آتی ہے۔ سید صاحب کو روحانی منازل کا نہ تو کچھ پتا تھا اور نہ اس میدان میں ان کا کبھی گذر ہوا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر لکھتے ہیں۔ کہ ”ہم توراتوں جاگے مگر ہمیں تو کوئی مکاشفہ نہ ہوا،،۔ اب اصل حقیقت اس جملہ کو پڑھ کر سوائے اس کے کہ ہنس دیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اس جملہ کا سید صاحب جیسے عاقل آدمی کے قلم سے نکلنا واقعی محل تعجب ہے کہ انہوں نے بے اصول راتوں جاگنے سے بے بہرہ رہنے کی طریق مشائخ عظام کی تکذیب پر دلیل گردان لیا۔ آپ نے کب کسی مرد خدا کے حضور میں بیٹھ کر طریق شغل وذکر کو سیکھا۔ آپ تو تمام عمر جج کرتے رہے بعد ازاں علیگڑھ کالج کے معاملات میں غلطان وپیچان رہے اور اسی میں آپ کا خاتمہ ہو گیا۔ آپ کو موقع ہی کب ملا کہ اصول تصفیہ وتزکیہ باطن کو بر طریق ریاضت ومجاہدت لازم پکڑتے اور مقامات عالیہ کو طے کرتے غلط وصحیح نظر واستدلال سے نہ تو آپ باہر آئے اور نہ کوئی اور طریق آپ کو سوجھا آپ تو بمضمون۔

چو آں کرمے کہ در گندم نہاں است زمین وآسمان او ہماں است

☆ مگس جائی نخواہد رفت بجز دکان حلوائی ☆

صرف قانون قدرت کے زندان میں پڑے رہے فضائے دلکشا ''لی مع اللہ وقت،، میں آپ کو چلنا نصیب نہیں ہوا پھر آپ تکذیب مشائخ کس خیال پر کرنے لگ گئے۔اور ھذا الاشئی عجاب۔ آپ مسلمانوں کی دنیوی اصلاح وفلاح کی تدابیر میں ہمیشہ ہمہ تن سرگرم رہے اور ایک اچھا کام کیا۔اور موجودہ زمانہ کی ضرورتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور انہیں کئی غلطیوں سے بچالیا۔کیا آپ کے مصلح یا ریفارمر ہونے کے لئے یہ معمولی باتیں تھیں۔نہیں بلکہ ایک پہلو میں یہ نہایت ہی ضروری تھیں۔مگر آپ نے طریق مشائخ میں کیوں خواہ مخواہ دخل دینا شروع کردیا کیا تکذیب مشائخ کو بھی تکمیل مقاصد کانفرنس میں کچھ دخل تھا۔افسوس کہ آپنے قول مشہور۔

اذا لم تستطع امر ا فدعه . وجاوزه الی ماتستطیع ۱۰۔

پر عمل نہ کیا اور ناحق بزرگان اسلام رحمہم اللہ اجمعین کی پاک روحوں کو اذیت پہنچائی۔جس کی بابت بحضور جناب رسول علیہ السلام وہ آپ پر قیامت کو استغاثہ دائر کرینگے مشائخ عظام کا سلسلہ نہ تو آپ سے اور نہ آپ کے بعض ان متبعین سے جو ہمیشہ لکچروں میں اس کی تکذیب کیا کرتے ہیں ٹوٹ سکتا ہے اور نہ ٹوٹنا چاہیے۔مسلمانوں کو سکھلایا گیا ہے کہ دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھو اور دنیا کو شریعت پاک کے تابع ہو کر حاصل کرو۔اس لئے وہ کبھی دین کے پہلو کو کمزور نہیں ہونے دینگے۔اور نہ انہیں دنیا بلادین کی ضرورت ہے۔

مااحسن الدین والدینا اذاجتمعا . لابارک اللہ فی الدنیا بلادین

....

حواشی

ا۔صوفیائے کرام سے وہی لوگ مراد ہیں جنہوں نے بکمال اتباع سنت درجہ ولایت حاصل کیا۔۱۲منہ

۲۔یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہ سکتا۔۱۲منہ

۳۔ہرایک شخص کو نامہ اعمال دیتے وقت کہا جائیگا کہ لو اپنا نامہ اعمال پڑھ لو آج تو خود ہی اپنا کافی محاسب

ہے ۱۲ منہ

۴۔اور آخرت حقیقی زندگی کا ٹھکانا ہے۔۱۲ منہ

۵۔سید صاحب نے بھی لکھا ہے کہ بدن اور روح کے درمیان جو پردہ ہے اٹھ جاتا ہے مگر وہ آئندہ کسی انکشاف حقیقت کا اقرار نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ محض ایک خیال ہوتا ہے ۱۲۔منہ

۶۔بے شک ایک حصہ علم کا وہ ہے جو بطور اسرار مخفیہ رکھا گیا ہے جس کو صرف اللہ کی معرفت والے لوگ حاصل کر سکتے ہیں جب وہ لوگ ان علوم کو الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں تو صرف جاہل ومغرور آدمی اس کا انکار کیا کرتے ہیں تم ایسے عارف کی تحقیر مت کرو جس کو خدا نے یہ علم دیا کیونکہ جب خدا نے اس کو علم دیا ہے تو اس کو حقیر نہیں رہنے دیا۔۱۲ منہ

۷۔بات یہ ہے کہ جو حذام (ایک عورت کا نام ہے) کہدے۔یہ ایک ضرب المثل ہے جس کا ایک لمبا قصہ ہے ایسے موقع پر بولا کرتے ہیں۔جہاں کسی کی بات کو آخری فیصلہ سمجھا جائے۔۱۲ منہ

۸۔دیکھو کہ صرف اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔۱۲ منہ

۹۔کفار قیامت کو کہیں گے کہ اگر ہم انبیاء علیہم السلام کی بات کو سنتے یا آیات اللہ میں خود ہی غور کرتے تو آج اہل دوزخ میں نہ ہوتے۔

۱۰۔جب تو کسی امر کو بجا نہیں لا سکتا تو اسے چھوڑ دے اور کسی ایسے کام میں لگ جسے تو بجا لا سکتا ہے۔۱۲ منہ

......☆......☆......☆......☆......☆......

اپنے پیاروں کو عالم بناؤ..................اپنا پیارا ملک بچاؤ

بغیر علم کے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی..................دنیاوی علم اللہ کی معرفت عطا نہیں کرتا

یہ دینی علم ہی کی شان ہے کہ وہ اللہ سے ملاتا ہے.................. دنیاوی علم محض وسیلہ روزگار ہے۔

علماء کی قدر کیجئے..................عالم بنئے..................جاہل رہنے پر قناعت مت کیجئے۔

تحریک فروغ علم

شھد الانام بفضلہ حتی العدی ......☆...... والفضل ماشھدت بہ الاعداء